مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ ۴۔ جنوری تمام دن حضور کو بخار، کھانسی اور سینہ میں درد کی تکلیف رہی۔ آج ۵۔ جنوری اگرچہ بخار کم ہے۔ مگر کھانسی اور سینہ کے درد کی تکلیف بدستور ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں:۔

رمضان المبارک میں قرآن مجید کا درس جو مسجد اقصےٰ میں دیا جا رہا ہے اس میں کارکنوں کو شرکت کا موقعہ دینے کے لئے مرکزی دفاتر کے اوقات میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ اور ظہر کے وقت اکثر دفاتر بند کر دیئے جاتے ہیں۔

ایک گزشتہ پرچہ میں رمضان میں تراویح پڑھانے کا جو ذکر کیا گیا اس میں یہ بات رہ گئی۔ کہ مسجد فضل واقعہ محلہ ارائیاں میں جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کا صاحبزادہ شیخ بشیر احمد تراویح پڑھاتا ہے اس دفعہ اور ایک دو اور نئے حافظ جنہیں خدا تعالےٰ نے چھوٹی عمر میں ہی حفظ [illegible] عطا کیا، تراویح پڑھا رہے ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا کریں:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رمضان المبارک کے برکات سے تلاوت قرآن کریم کا بہت بڑا تعلق ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے رمضان المبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ معارف القرآن درج کئے جایا کریں گے۔ (ایڈیٹر)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط

یعنے تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہونچاتی ہے۔ ہرگز پا نہیں سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالےٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو۔ جو تمہیں پیاری ہیں۔ (فتح اسلام صـ۶۳)

جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے۔ اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے۔ اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے۔ تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مفت میں اس درجہ تک پہونچ گئے۔ جو ان کو حاصل ہوا؟ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان۔ اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی۔ ملتا ہے پھر خیال کرو۔ کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟ بات یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے۔ حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جائیں۔ خدا ٹھگا نہیں جاتا:۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں۔ کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔ (رپورٹ جلسہ اعظم صـ۷۹)

اسلامی ممالک کی خبریں

اور

اہم کوائف

اینگلو پرشین آئیل کمپنی اور حکومت ایران

حکومت ہائے برطانیہ و ایران کی رضامندی سے یہ مسئلہ جمعیۃ الاقوام کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ حکومت برطانیہ کی طرف سے ایک یادداشت جو تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ جمعیۃ الاقوام کو دی گئی ہے۔ لیکن ایران کے نمائندہ نے اس کے لئے چند روز کی مہلت طلب کی ہے۔ لیگ کی کونسل کے صدر نے دونوں حکومتوں کو اطلاع دی ہے۔ کہ وہ فی الحال اس قضیہ کو بڑھانے کی کوشش سے مجتنب رہیں۔ ۶۔ لغایت ۲۲۔ جنوری کونسل کا جو اجلاس منعقد ہونے والا ہے۔ اس میں اس مسئلہ پر غور ہوگا۔ برطانوی عرضداشت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ وہ صلح اور آشتی کے ساتھ اس امر کے فیصلہ کے لئے تیار ہے ؞

ٹرکی میں اذان کے متعلق نیا قانون

معاصر مانچسٹر گارڈین کا نامہ نگار متعینہ انگورا لکھتا ہے۔ کہ ٹرکش گورنمنٹ نے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ کہ آئندہ اذان بزبان عربی نہیں۔ بلکہ ترکی زبان میں دی جایا کرے۔ اگر یہ خبر درست ہے۔ تو بہت افسوسناک ہے ؞

ترکی میں لوہے کی ایک نئی کان

انگورہ کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ ایک ترکی انجنیئر نے ماردین کے قریب ایک لوہے کی جدید کان دریافت کی ہے۔ جو بہت وسیع ہے۔ عنقریب اس میں کھدائی کا کام شروع کر دیا جائیگا۔

افغانستان میں ایک باغی کی اطاعت

افغانستان کے علاقہ گردیز میں ایک شخص حسن خاں نامی نے کچھ عرصہ سے باغیانہ روش اختیار کر رکھی تھی۔ لیکن اب مجبور ہو کر حکومت کی شرائط اس نے منظور کر لی ہیں۔ اور مستقبل میں نیک چلن رہنے کی ضمانت کے طور پر اپنے چھوٹے بیٹے کو کابل بھیج دیا ہے

افغانستان کے لئے ایک ترکی مؤرخ کی خدمات

وزارت معارف افغانستان امین رشدی بک مدرس تاریخ استنبول یونیورسٹی کی خدمات افغانستان کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ امین بک عنقریب افغانستان آ رہے ہیں ؞

جلال آباد کی از سر نو تعمیر

افغانستان کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ جلال آباد کا شہر جسے ۱۹۲۸ء کی شورش میں شنواریوں نے نذر آتش کر دیا تھا۔ از سر نو تعمیر کیا جا رہا ہے ؞

شاہ فواد کو بم سے اڑانے کی سازش

قاہرہ کی اطلاع ہے۔ کہ شاہ مصر انجنیئرنگ کالج کے باغ میں کسی تقریب پر آنے والے تھے۔ کہ تھوڑی ہی دیر پہلے وہاں ایک بم پایا گیا۔ جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ شاہ فواد کو ہلاک کرنے کے لئے وہاں رکھا گیا تھا ؞

فلسطین میں حقوق کا تنازعہ

قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ فلسطین کے بعض مسیحی پادری غیر ملکی اقتدار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے لئے امتیازی حقوق حاصل کرنے کا فتنہ برپا کر رہے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں نے بھی اپنے حقوق کی نگہداشت کی طرف توجہ کی ہے۔ اور مجلس شبان المسلمین نے مسئلہ حقوق کے متعلق اپنی آراء حکومت کے پیش کر دی ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے تحفظ کی ذمہ واری کا اعلان کر دیا ہے ؞

ایران کی مالی حالت

بعض ہندو اخبارات نے لکھا تھا۔ کہ شاہ ایران مالی مشکلات کی وجہ سے تخت طاؤس اور بعض نادر جواہرات امریکہ اور یورپ کی دوسری منڈیوں میں فروخت کر رہے ہیں۔ لیکن حکومت ایران کی طرف سے اس کی پُر زور تردید کی گئی ہے۔ اور اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت ایران مالی مشکلات میں مبتلا نہیں ؞

ولایت موصل کی ملکیت کا فیصلہ

موصل اور مکیری کی ملکیت کا جو دعوائے حکومت ترکی نے جمعیۃ الاقوام میں دائر کر رکھا تھا۔ اس کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ موصل کو برطانوی ملکیت اور مکیری کو ترکی کی ملکیت قرار دیا گیا ہے ؞

شامی اور عراقی سرحد کا فیصلہ

مجلس اقوام کے کمیشن نے جو شامی و عراقی سرحد کا تعین کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ اور مستقل سرحد کی حیثیت سے ایک خط تجویز کیا ہے۔ جو شامی و عراقی مجوزات کے بین بین ہے ؞

ایرانی طلباء یورپ میں

ایرانی طلباء مقیم یورپ کے نگران ادارہ نے پیرس سے اپنی سالانہ رپورٹ شائع کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو ایرانی طلباء اس وقت یورپ کی مختلف یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی تعداد ۴۰۸ ہے۔ ان میں سے ۲۸۰ طلباء فرانس میں ہیں ؞

مصری روئی کی تجارت

دُنیا کی اقتصادی بدحالی کی وجہ سے مصری روئی کی برآمد بہت کم ہو گئی ہے۔ اور حد سے زیادہ ذخائر جمع ہو گئے ہیں۔ اس مشکل کو دُور کرنے کے لئے مصر کے وزیر مالیات احمد عبدالوہاب پاشا نے یورپین ممالک کا سفر کیا ہے۔ تا روئی کے لئے نئی منڈیاں پیدا کی جا سکیں۔ اس نے بعض مفلس ممالک کو باقساط قیمت کی ادائیگی کے وعدے پر روئی مہیا کی ہے۔ جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ روپے کی بجائے اجناس کے تبادلہ کا سودا کیا گیا ہے۔ اور اب مصر روئی کی بجائے ان سے مائز ٹیٹ لیگا ؞

قدس میں اسلامی یونیورسٹی

قدس میں اسلامی یونیورسٹی کے قیام کی سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مؤتمر اسلامی کی مجلس اعلےٰ نے چالیس ہزار پونڈ مالیت کی رسیدیں جاری کر کے فراہمی سرمایہ کا کام شروع کر دیا ہے ؞

ایران میں یورپینوں کے ساتھ تعلقات

اینگلو آئل پرشین کمپنی کے قضیہ کے سلسلہ میں شاہ پہلوی نے اپنے ایک وزیر کو علیٰحدہ کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ کمپنی کا مؤید تھا۔ اس کے بعد بڑے بڑے سول و ملٹری افسروں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ یورپینوں کے ساتھ میل جول نہ کریں۔ ان کی پارٹیوں اور دعوتوں وغیرہ میں شریک نہ ہوں۔ ایران میں غیر ملکیوں کے خلاف جذبات بڑھ رہے ہیں ؞

مصر و حجاز کے تعلقات

قاہرہ سے یکم جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ سفیر مصر متعینہ حجاز یکایک واپس آ گیا ہے۔ مصری حکومت نے تاحال حکومت حجاز کو تسلیم نہیں کیا۔ اور بعض اور امور بھی فیصلہ طلب ہیں۔ اس لئے اس واپسی سے انقطاع تعلقات کا شبہ کیا جاتا ہے ؞

ایران میں غیر ملکی مدارس کا مقاطعہ

طہران سے یکم جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایران کی وزارت تعلیم نے ایک فرمان جاری کیا ہے۔ جس کے رُو سے ایرانی طلباء ان پرائمری مدارس میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ جو غیر ملکی سرمایہ سے چلتے ہیں۔ بلکہ جو لڑکے اس وقت ایسے سکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ انہیں بھی ہٹا لیا جائے گا ؞

حکومت ایران کے جنگی جہاز

قاہرہ سے یکم جنوری کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت ایران نے اطالیہ سے جو چھ جنگی جہاز خریدے ہیں۔ انہیں چند روز کے لئے سابقہ مجوزہ پروگرام کے ماتحت بندر عباس میں ٹھیرنا چاہیئے تھا۔ لیکن شاہ ایران نے انہیں فی الفور محمرہ پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ نیز پولینڈ سے جنگی ہوائی جہاز بھی خریدے گئے ہیں۔ اینگلو پرشین آئل کمپنی کے قضیہ کے سلسلہ میں اس خبر کو خاص اہمیت دی جا رہی ہے ؞

مصر و افغانستان کے تعلقات

بعض مصری جرائد نے اپنی حکومت کو توجہ دلائی تھی۔ کہ افغانستان میں مصری سفیر مقرر کرے۔ کیونکہ افغان سفیر قاہرہ میں موجود ہے۔ لیکن سفیر افغانستان مقیم قاہرہ نے اس کے جواب میں ایک مراسلہ شائع کیا ہے۔ کہ مصر و افغانستان میں سفراء کا تبادلہ ہو۔ یا نہ ہو۔ دونوں حکومتوں کے اتحاد کی اساس آج سے چودہ سو سال [illegible] ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۸۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ جنوری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریر

اہم اور ضروری امور کے متعلق ارشادات

(۳)

ذکر الٰہی اور دعاؤں کی تاکید

اب میں جلسہ پر آنے والے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے بھی کچھ آداب ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے۔ ان کو مدنظر رکھیں۔ اس بارے میں پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہاں کا آنا سیر و تماشا کے طور پر نہیں ہوتا۔ بلکہ عبادت کے لئے ہوتا ہے۔ دوسرے سفروں میں تو عبادت میں تخفیف ہو جاتی ہے مگر یہاں کا سفر چونکہ عبادت کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں عبادت زیادہ کرنی چاہیئے۔ پس جلسہ پر آنے والے دوست ان ایام میں ذکر الٰہی اور دعاؤں پر بہت زور دیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس اجتماع کو بہت بابرکت ثابت کرے ؎

مقبرہ بہشتی میں جانا

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جو دوست آتے ہیں وُہ مقبرہ بہشتی میں ضرور جایا کریں۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے مقبرہ بہشتی اسی لئے قائم کیا گیا۔ کہ ہمیشہ آنے والی نسلیں وہاں جائیں۔ اور دین کے لئے قربانی کرنے والوں کے لئے دعائیں کریں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ بہت سے دوست وہاں جاتے ہونگے۔ مگر میرا خیال ہے بہت سے اصحاب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں یہ بات بھول جاتی ہوگی۔ کہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے والے سب کے لئے دعا کریں۔ وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر دُعا کر کے واپس آجاتے ہونگے۔ مقبرہ بہشتی میں دفن کر کے کتبے لگانے کا مطلب یہی ہے۔ کہ ان سب کے لئے دعائیں کی جائیں۔ باقی رہا یہ کہ دعا کس طرح کی جائے۔ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ ایک جگہ کھڑے ہو کر سب مدفون اصحاب کے لئے دعا کی جائے ؎

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر جا کر دعائیں کرنے کے متعلق بعض ہدایات بھی بیان کرتا ہوں۔ جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اس کے متعلق لوگ غلطی سے مشرکانہ رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ دُعا کرتے وقت ایسا رنگ نہ ہو۔ مثلاً اس طرح مخاطب کر کے دُعا نہ کرنی چاہیئے۔ کہ اے خدا کے مسیح فلاں بات ہو جائے۔ اگر خدا تعالےٰ مکاشفہ کرا دے۔ تو چاہے جتنی باتیں کر لی جائیں۔ لیکن عام حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مقاصد پورے کرنے اور آپ کے درجات بلند کرنے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ میں یہ دُعا ہمیشہ کیا کرتا ہوں۔ کہ ہمارے لئے حکم ہے۔ جب رسول سے کوئی مشورہ لے۔ تو صدقہ کرے۔ مگر ہم ان تک کچھ پہونچا نہیں سکتے۔ اس لئے میں جو آیا ہوں۔ تو یہ دُعا کرتا ہوں۔ کہ الٰہی تو ہی ان کو ایسا روحانی تحفہ عطا کر۔ جو پہلے عطا نہ کیا ہو۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے دُعا کو پہلے رکھ لیتا ہوں۔ مجھے خیال آیا کرتا تھا۔ کہ جنازہ کی نماز میں درُود کیوں پڑھا جاتا ہے اس کا پہلے ایک جواب خدا تعالےٰ نے مجھے یہ سمجھایا۔ کہ حسان نے کہا تھا۔ ؎

كنت السواد لناظري فعمي علي الناظر
من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

میں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات سے ڈرتا تھا جب آپ فوت ہو گئے۔ تو اب جو چاہے مرے۔ اس جذبہ کے ماتحت جب کوئی کسی کا جنازہ پڑھتا ہے۔ تو درُود پڑھتے وقت یہ ظاہر کرتا ہے کہ مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کا غم بھولا نہیں۔ وُہ ابھی تک تازہ ہے۔ اس لئے جنازہ کی نماز میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پہلے رکھا ؎

پھر ایک اور بات سمجھائی۔ اور وُہ یہ کہ جب کوئی مسلمان مرتا ہے۔ تو امت محمدیہ میں کمی آجاتی ہے۔ اس وقت جنازہ پڑھنے والا کہتا ہے۔ اللھم صلّ علی محمد۔ خدایا اس کمی کو پُورا کر دے۔ پس مقبرہ بہشتی میں جا کر دعا کرتے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درُود پڑھنا اور آپ کو دُعا میں شامل کرنا ایک اہم چیز ہے ؎

شعائر اللہ کی زیارت

پھر شعائر اللہ کی زیارت بھی ضروری ہے۔ یہاں کئی ایک شعائر اللہ ہیں۔ مثلاً یہی علاقہ ہے۔ جہاں جلسہ ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رویا میں دیکھا۔ کہ شمالی اور مشرقی طرف قادیان بڑھتی بڑھتی دریائے بیاس تک چلی گئی ہے۔ ادھر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کرتے ہوئے تشریف لائے۔ تو جہاں مدرسہ ہائی کی عمارت ہے۔ اس جگہ کے قریب فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں۔ یہاں جن رہتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے مجھے جو خبر دی ہے۔ اس کے ماتحت بتاتا ہوں۔ کہ یہاں آبادی ہی آبادی ہوگی ؎

اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک۔ مسجد اقصےٰ۔ منارۃ المسیح شامل ہیں۔ ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں۔ بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہیئے۔ تاکہ خدا تعالےٰ ان کے برکات سے مستفیض کرے۔ منارۃ المسیح کے پاس جب جاؤ۔ تو یہ نہ سمجھو۔ کہ یہ منارہ ہے۔ بلکہ یہ سمجھو۔ کہ یہ وُہ جگہ ہے۔ جہاں مسیح موعود اُترا۔ اسی طرح مسجد اقصےٰ میں جب جاؤ۔ تو یہ نہ سمجھو۔ کہ وُہ اینٹوں اور چونے کی ایک عمارت ہے۔ بلکہ یہ سمجھو کہ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں سے دُنیا میں خدا کا نُور پھیلا۔ پھر جب مسجد مبارک میں جاؤ۔ تو یہ سمجھو۔ کہ یہ وُہ مقدس جگہ ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح قادیان کی آبادی کو دیکھو کہ پہلے پُرانی آبادی کتنی تھی۔ اور اب کس قدر پھیل چکی ہے۔ اور کس طرح ترقیات ہو رہی ہیں ؎

اسی طرح ایک زندہ نشان حضرت ام المومنین ہیں۔ صحابہ کا یہ طریق تھا۔ کہ جب آتے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ اور باقی امہات المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتے۔ اور ان کی دعاؤں کے مستحق بنتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اور پھر بعد میں بھی کئی لوگ حضرت ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور دُعا کی درخواست کرتے۔ نئے آنے والے لوگوں کو چونکہ اس قسم کی باتیں معلوم نہیں ہوتیں۔ پھر اتنے ہجوم میں یہ بھی خیال ہو سکتا ہے۔ کہ بوجہ کثرت حاضر ہونے کا موقعہ نہ مل سکے۔ اس لئے میں نے یہ بات یاد دلادی ہے ؎

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے ملنا چاہیئے۔ کئی ایسے ہونگے۔ جو پھٹے پُرانے کپڑوں میں ہونگے۔ اور ان کے پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہونگے۔ مگر وُہ ان میں سے ہیں۔ جن کی تعریف خود خدا تعالےٰ نے کی ہے۔ ان سے خاص طور پر ملنا چاہیئے۔ اسی لئے میں نے منتظمین جلسہ سے کہا ہُوا ہے۔ کہ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام میں سے کسی کا لیکچر ذکر حبیب پر رکھنا چاہیئے۔ مگر اب کے نہیں رکھا گیا۔ یہاں ذکر حبیب کا جلسہ ہفتہ وار ہوتا ہے۔ جو بہت مفید ہے ؎

امام وقت سے ملاقات اور مصافحہ

جلسہ کے موقعہ پر خلیفہ سے ملاقات بھی ضروری چیز ہے۔ مگر اس کے متعلق بعض ضروری باتیں ہیں۔ جو یاد رکھنی چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خلفاء کی اپنی طرف سے بیعت نہیں ہوتی۔ بلکہ رسول کی نیابت میں ہوتی ہے۔ ہمارے سلسلہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت خلیفہ کو حاصل ہوتی ہے۔ ادھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا قرار دیا ہے۔ چونکہ خلیفہ کے ہاتھ کو رسول کی نیابت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے امام وقت سے مصافحہ کرنا بھی برکت رکھتا ہے۔ مگر وہ مصافحہ نہیں جو کثرت ہجوم اور بھیڑ میں اس طرح کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ خود ٹھوکر کھائی اور کچھ مجھے زخم کر دیا۔ یہ مصافحہ ملاقات کے وقت کا مصافحہ ہوتا ہے۔ اس وقت اگرچہ مصافحہ کے لئے بہت تھوڑا وقت ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ مامورین اور خلفاء کے برکات کو مختصر وقت میں پورا کر دیتا ہے۔ اگر یہ بات ان کو حاصل نہ ہو۔ تو وہ اپنا کام پورا ہی نہ کر سکیں۔ تو مصافحہ کے وقت خاص طور پر دعا کی جاتی ہے مگر آداب کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ایک نے آگے سے ہاتھ کھینچا ہوا ہو۔ تو دوسرا پیچھے سے کھینچنے لگ جائے۔ اگر مصافحہ کرنے کا موقعہ نکل گیا ہو۔ تو جانے دینا چاہیئے۔ اور آگے سے مصافحہ کرنا چاہیئے۔ اسی لئے میں نے ملاقات کے لئے وقت رکھا ہوا ہے۔ تاکہ ہر ایک کو مصافحہ کا موقع مل سکے ؛

پھر بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ مصافحہ یا ملاقات کے لئے نذر ضروری ہے مگر یہ گندہ خیال ہے۔ اس کا ملاقات یا مصافحہ سے کوئی تعلق نہیں ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کونوا مع الصادقین۔ اور جو مصافحہ کرتا ہے وہ ایک رنگ میں معیت حاصل کر لیتا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ ملاقات کیا کریں۔ اور یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ کہ ملاقات کے لئے یا بیعت کے لئے نذر ضروری ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ عورتوں کو یہ باتیں نہیں بتائی جاتیں۔ اس دفعہ عورتوں نے جب بیعت کی۔ تو ایک عورت کھڑی ہو کر کہنے لگ گئی۔ تم نے بیعت کی ہے۔ نذر کیوں نہیں دیتیں۔ میں نے اسے بہتیرا کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ یہ کہنا گناہ ہے۔ مگر وہ یہی کہتی گئی۔ کہ یہ کس طرح گناہ ہے۔ نذر دینی ضروری ہے۔ اس قسم کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں ؛

ملاقات کرنے والے دوستوں کو میں ایک بات یہ کہنی چاہتا ہوں کہ ناخن کٹانا اسلام کی سنت ہے۔ مگر میں نے دیکھا۔ کئی لوگ اچھی طرح ناخن نہیں کٹواتے۔ ایک صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ تو ان کے ناخن سے میرا ہاتھ زخمی ہو گیا۔ یہ تو میں نہیں کہتا۔ کہ مصافحہ نہ کرو۔ یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ مصافحہ کرتے وقت جھپٹا نہ مارو۔ جلدی میں جھپٹا مارنا ہی پڑتا ہے۔ مگر یہ ضرور کہتا ہوں۔ کہ ناخن اچھی طرح کٹانے چاہئیں۔ تاکہ مجھے زخم نہ لگے ؛

میں نے ایک نصیحت یہ کی ہوئی ہے۔ کہ ہماری جماعت کے دوست سونٹا رکھا کریں۔ یہ نصیحت اب بھی قائم ہے۔ مگر اس میں میں ایک ترمیم کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ مصافحہ کرتے وقت سونٹا ساتھ نہ ہو۔ سونٹا ہاتھ میں یا بغل میں دبائے ہوئے مصافحہ کرنے سے وہ سیدھا میرے منہ کی طرف ہوتا ہے۔ اور اس کے لگنے کا خطرہ ہوتا ہے ؛

قادیان آنا۔ اور مکان بنوانا

ایک نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جلسہ کے بغیر بھی دوستوں کو قادیان آتے رہنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جو بار بار قادیان نہیں آتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے خطرہ ہے۔ ادھر یہاں کی بود و باش کو آپ نے ضروری قرار دیا ہے۔ پس احباب کو چاہیئے کہ قادیان کو زندگی میں وطن بنانے اور مر کر مدفن بنانے کی کوشش کریں اسی کے ماتحت میں نے ایک تحریک کی ہے۔ کہ مکانات بنوانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جس میں شامل ہونے والوں کے لئے پچیس روپیہ کا ایک حصہ رکھا گیا ہے۔ دوست اس کمیٹی میں شریک ہوں۔ حصہ ڈالیں۔ اور یہاں مکان بنوائیں۔ میں نے یہ بھی تحریک کی ہے۔ کہ دس دس بارہ بارہ روپیہ کے حصص کی کمیٹی بھی بنائی جائے۔ تاکہ کم آمدنی والے بھی مکان بنوا سکیں۔ اس طرح ایک تو قادیان میں دوستوں کے مکانات بنیں گے دوسرے قادیان کی مشرقی طرف آبادی بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہو گی۔ میں خود اس کمیٹی کا حصہ دار ہوں۔ مگر میں نے قرض لے کر ایک مکان بنوایا ہے۔ کیونکہ اب ہمارے گھر میں اتنی تنگی ہے کہ ایک ایک کمرہ میں جیل کی اتنی جگہ کے مقابلہ میں دوگنے افراد رہتے ہیں۔ اس کمیٹی میں دوست شامل ہو سکتے ہیں۔ مجھے مکان بنوانے سے ہمیشہ ڈر آتا ہے۔ جو مکان بنوایا گیا ہے۔ اس کے متعلق بھی میرے دل پر بوجھ ہے۔ اس لئے دوستوں سے خواہش کرتا ہوں۔ کہ دعا کریں۔ خدا تعالےٰ اس مکان کو بابرکت کرے۔ میں تو اس میں بسنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا میرے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکان ہی بہترین ہے۔ مگر جو نسل اس میں جا کر رہے۔ اس کے لئے دعا کی جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات سے اسے حصہ ملے ؛

سلسلہ کی مالی حالت

میں نے اس سال اعلان کیا تھا۔ کہ چندہ خاص نہ لیا جائے گا۔ باوجودیکہ مجلس مشاورت کے وقت جو بجٹ پیش ہوا۔ اس میں چندہ خاص کی مد رکھی گئی تھی۔ اور احباب نے اس کے رکھنے پر زور بھی دیا تھا۔ مگر میں نے اس سال کے لئے چندہ خاص نہ رہنے دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بجٹ میں ۵۵ ہزار کی کمی ہو گئی ہے۔ اور اس وقت کارکنوں کی تین تین ماہ کی تنخواہیں واجب الادا ہیں۔ تاہم ارادہ یہی ہے۔ کہ سال کے آخر تک چندہ خاص کی تحریک نہ کی جائے گی ؛

مجلس مشاورت کے نمائندے

مگر قابل غور بات یہ ہے۔ کہ ہر سال جماعتوں کے نمائندے مجلس شوریٰ کے موقعہ پر بجٹ پر غور کر کے اسے پاس کرنے کی سفارش کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔ کہ اس بجٹ کو پورا کریں گے۔ مگر پھر صدائے برنخواست کا معاملہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ یا تو جماعتیں ایسے لوگوں کو مجلس مشاورت میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتی ہیں۔ جو انہیں جا کر کچھ بتاتے ہی نہیں۔ یا پھر ایسے لوگوں کو بھیجا جاتا ہے جن کا جماعتوں میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ جو دور ہونی چاہئیں۔ مجلس شوریٰ میں وہی لوگ آنے چاہئیں۔ جن کے تسلیم کردہ فیصلوں پر جماعتیں عمل کرنے کے لئے تیار ہوں ؛

جماعتیں بجٹ پورا کریں

خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ امرهم شوریٰ بینهم مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ جب رسول یا امام کوئی فیصلہ کر دے تو خواہ اپنی رائے کے خلاف ہی ہو۔ تو بھی مان لینا چاہیئے۔ مگر میں نے کبھی مالی معاملات میں نمائندگان مجلس مشاورت کے مشورہ کے خلاف نہیں کیا۔ پس جب وہی بجٹ منظور کیا جاتا ہے۔ جو جماعتوں کے نمائندے پیش کرتے ہیں۔ تو احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنا اپنا بجٹ پورا کیا کریں۔ اس وقت تک جو بقائے ہیں۔ وہ ادا کر دیں۔ اور آئندہ کے لئے باقاعدگی اختیار کریں ؛

مشکلات

میں جانتا ہوں۔ کہ جماعت کے لئے بھی مجبوری ہے۔ کیونکہ بجٹ تو اتنے ہی رکھے گئے جتنے پہلے ہوتے تھے۔ مگر گورنمنٹ نے ملازموں کی تنخواہیں کم دی ہیں۔ اس کا اثر چندہ کی کمی پر پڑنا لازمی تھا۔ اسی طرح زمینداروں نے جب غلہ بیچا۔ اس وقت سستا تھا۔ اور جب مہنگا ہوا۔ تو بنیوں کے گھر جا چکا تھا۔ اس طرح فائدہ بنیوں نے اٹھایا۔ یہ مشکلات ہیں۔ مگر وہ مومن ہی کیا۔ جو مشکلات سے گھبرا جائے۔ اور انہیں دور کرنے میں پوری طاقت نہ صرف کر دے

ریزرو فنڈ

میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب سلسلہ کی ایسی حیثیت ہے۔ کہ ضروری ہے۔ ہم ایک مستقل فنڈ جاری کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت بھی بعض جائدادیں اسلامی کاموں کے لئے وقف کر دی گئی تھیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کیا گیا۔ ہمیں بھی ریزرو فنڈ قائم کرنا چاہیئے میں نے اللہ تعالےٰ پر توکل کر کے اس کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اور سندھ میں زمین خریدی گئی ہے۔ زمین اعلےٰ درجہ کی ہے۔ وہاں اجناس کے ریٹ بھی اچھے ہیں۔ بیس سال کی قسطوں پر ساری قیمت ادا کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تیس ہزار روپیہ سلسلہ کی طرف سے داخل کر دیا گیا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ کام مفید ثابت ہو گا۔ کیونکہ فوراً ہی غیر مبائعین کا اعتراض پہنچا کہ لو اب جائدادیں خریدی جا رہی ہیں۔ دراصل میں نے یہ سلسلہ کے لئے بطور ریزرو فنڈ زمین خریدی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ اسی کی آمدنی سے اگلی قسطیں ادا ہو سکیں گی۔ یہ پانچ لاکھ کا سودا ہے۔ جو بیس سال میں ادا کرنا ہے۔ ۲۵ ہزار سالانہ قسط کا دینا ہو گا۔ مگر امید کی جاتی ہے۔ کہ ۳۰۔۴۰ ہزار سالانہ آمدنی ہو سکے گی۔ اس طرح قسطیں باسانی ادا کی جا سکیں گی۔ اور شاید بعض حالات

انصار اللہ کے جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریر

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکالیف برداشت کرنا مومن کا خاصہ ہے

۳۰ر دسمبر بروز جمعہ مسجد نور میں متعدد جماعتوں کے انصار اللہ کا ایک اجلاس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں اول جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے انصار اللہ کی کارگذاری کے متعلق سالانہ رپورٹ سنائی۔ پھر حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی :۔ (ایڈیٹر)

میری طبیعت تو آج زیادہ خراب تھی۔ چنانچہ نماز میں بھی میں نہیں آسکا۔ سر درد۔ نزلہ اور گلے میں درد کی شدید تکلیف ہے۔ لیکن

انصار اللہ کا کام

اس قسم کا ہے۔ کہ میں نے خود اس جلسہ میں شامل ہونا ضروری سمجھا اور چونکہ اس کی بنیاد میری کئی خوابوں پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے بھی میں نے اس میں شرکت ضروری خیال کی۔ پھر یہاں آکر جو رپورٹ سنی ہے۔ اس سے اور بھی زیادہ احساس اس بات کا ہوا ہے۔ کہ مجھے جو کچھ کہنا ہے۔ خود کہنا چاہیئے۔ ورنہ جمعہ کے متعلق تو میں نے یہی خیال کیا تھا۔ کہ خطبہ کوئی اور پڑھ دے۔ اور نماز میں پڑھا دوں گا۔ کیونکہ گلے کے درد کی وجہ سے مجھے اتنی سخت تکلیف تھی۔ کہ میں کوئی تقریر کرنا مناسب خیال نہیں کرتا تھا۔ مگر یہاں شامل ہونے کے بعد مجھے احساس ہوا۔ کہ خواہ مجھے تکلیف بھی ہے۔ تب بھی میں اپنے خیالات ظاہر کر دوں۔ میں چونکہ اونچی آواز سے نہیں بول سکتا۔ اس لئے آگے آجاتا ہوں (یہ کہکر حضور مسجد نور کے محراب سے برآمدہ کے درمیانی دروازہ میں تشریف لے آئے۔ اور فرمایا)

آج باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے کام کے لحاظ سے اونچی آواز دی ہے۔ اس قدر نزلہ گلے اور سینے کے درد کی تکلیف ہے۔ کہ میں باوجود کوشش کے اپنی آواز اونچی نہیں کر سکتا ؛

میں نے ذکر کیا ہے۔ کہ میں اپنی تکلیف کی وجہ سے آج صرف یہ ارادہ رکھتا تھا۔ کہ اس جلسہ میں شامل ہو کر چلا آؤں گا۔ مگر

رپورٹ سننے کے بعد

دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ باوجود تکلیف کے مجھے کچھ نہ کچھ ضرور کہنا چاہیئے۔ شاہ صاحب نے جو کچھ رپورٹ سنائی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گو کام اس قدر نہیں ہوا جسقدر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر پھر بھی عام جماعت کو مدنظر رکھتے ہوئے انصار اللہ کا کام بہت زیادہ ہے۔ ہماری تمام جماعت لاکھوں افراد پر مشتمل ہے۔ جن میں سے بتایا گیا ہے کہ ۱۸۵۵ انصار اللہ ہیں۔ اس

لاکھوں کی جماعت

کی کوشش سے سارے سال میں ۱۷ ہزار آدمی جماعت میں داخل ہوتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں انصار اللہ کی کوشش سے اس سال چھ سو افراد جماعت میں شامل ہوئے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ گو تعداد کے لحاظ سے انصار اللہ تمام جماعت کے مقابلہ میں سو میں سے ایک بھی نہیں۔ لیکن تبلیغی لحاظ سے انہوں نے جماعت کے کام کے مقابلہ میں

دس فیصدی کام

کیا ہے۔ اور پھر بتایا گیا ہے۔ کہ اٹھارہ سو میں سے صرف تین سو انصار اللہ نے حقیقی کام کیا۔ جو تمام انصار اللہ کا ۱/۶ ہوتے ہیں گویا ساری جماعت میں سے ۱۵ سو آدمی جن کی فیصدی کچھ نسبت ہی نہیں بنتی۔ ان کا انصار اللہ میں داخل ہونا۔ اور ان میں سے صرف ۱۶ فیصدی کا کام کرنا۔ جس کے نتیجہ میں چھ سو افراد کا جماعت میں شامل ہونا درحقیقت اس بات کی علامت ہے۔ کہ اس

تنظیم سے کام میں تیزی

پیدا ہوئی ہے ؛

پھر رپورٹ میں ایک یہ بات بھی نہایت خوشکن تھی۔ کہ

جماعت ضلع گجرات

جو کسی زمانہ میں تمام جماعتوں کے مقابلہ میں دوسرے نمبر پر ہوا کرتی تھی۔ جہاں بیسیوں افراد سابقون الاولون کے موجود ہیں۔ اور جہاں کے لوگوں نے اس وقت سلسلہ احمدیہ کو قبول کیا جبکہ بڑی بڑی سختیاں اور ظلم ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے ظلموں کو برداشت کرتے ہوئے ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ مگر بیچ میں وہاں سستی پیدا ہو گئی تھی۔ اور جماعت گرتے گرتے اب شائد پانچویں یا چھٹے نمبر پر رہ گئی۔ اس میں بھی اب بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ مجھے اپنے بچپن کے زمانہ میں ضلع گجرات کے لوگوں کا یہاں آنا یاد ہے۔ اس وقت سیالکوٹ اور گجرات

سلسلہ کے مرکز

سمجھے جاتے تھے۔ گورداسپور بہت پیچھے تھا۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ نبی کی اپنے وطن میں زیادہ قدر نہیں ہوتی۔ (رستی چھلے) اس زمانہ میں سیالکوٹ اول نمبر پر تھا۔ اور گجرات دوسرے نمبر پر۔ مجھے گجرات کے بہت سے آدمیوں کی شکلیں اب تک یاد ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ کہ بہت سے اس اخلاص کی وجہ سے کہ تا وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو پورا کرنے والے بنیں۔ کہ

یاتیک من کل فج عمیق

نہ اس وجہ سے کہ انہیں مالی تنگی ہوتی۔ پیدل چلکر قادیان آتے۔ ان میں بڑے بڑے مخلص تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب رکھتے۔ یہ بھی ضلع گجرات کے لوگوں کا ہی واقعہ ہے۔ جو

حافظ روشن علی صاحب مرحوم

سنایا کرتے تھے۔ اور میں بھی اس کا ذکر کر چکا ہوں۔ کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ایک جماعت ایک طرف سے آرہی تھی۔ اور دوسری دوسری طرف سے۔ حافظ صاحب کہتے۔ میں نے دیکھا۔ وہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے ملے۔ اور رونے لگ گئے۔ میں نے پوچھا۔ تم کیوں روتے ہو۔ وہ کہنے لگے۔ ایک حصہ ہم میں سے وہ ہے جو پہلے ایمان لایا۔ اور اس وجہ سے دوسرے حصہ کی طرف سے اسے اس قدر دکھ دیا گیا۔ اور اتنی تکالیف پہنچائی گئیں۔ کہ آخر وہ گاؤں چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر ہمیں ان کی کوئی خبر نہ تھی۔ کہ کہاں چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے

احمدیت کا نور

ہم میں بھی پھیلایا۔ اور ہم جو

احمدیوں کو اپنے گھروں سے نکالنے والے

تھے خود احمدی ہو گئے۔ ہم یہاں جو پہنچے۔ تو اتفاقاً

اللہ تعالیٰ کی حکمت

کے ماتحت ہمارے وہ بھائی جنہیں ہم نے اپنے گھروں سے نکالا تھا۔ دوسری طرف سے آنکلے جب ہم نے ان کو آتے دیکھا۔ تو ہمارے دل اس درد کے جذبہ سے پر ہو گئے۔ کہ یہ لوگ ہمیں ہدایت کی طرف کھینچتے تھے۔ مگر ہم ان سے دشمنی اور عداوت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم نے ان کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ آج خدا نے اپنے فضل سے ہم سب کو اکٹھا کر دیا۔ اس واقعہ کی یاد سے ہم چشم پر آب ہو گئے ؛

کہا جاتا ہے۔ کہ ضلع گجرات میں پھر سلسلہ کے خلاف شورش پیدا ہو رہی ہے۔ اور پھر مخالفین مقابلہ کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ یاد رکھو۔

مقابلہ اور شورش

مومن کے لئے خوشی اور مسرت کا موجب ہے۔ نہ کہ دکھ اور مصیبت کا باعث۔ شاعر اپنے شعروں میں نہایت فخریہ انداز میں کہا کرتے ہیں۔ ہم اپنے معشوق کے لئے یہ یہ دکھ اٹھاتے ہیں۔ وہ کسی انعام کے طالب نہیں ہوتے۔ وہ کسی روپیہ کا لالچ نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ دکھ میں لذت اور محبوب کے لئے تکلیف اٹھانے میں راحت محسوس کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اس عشق حقیقی کے نتیجہ میں جہاں ہمارا مولیٰ ہمارا معشوق ہوتا ہے۔ جو

سارے حسنوں کی کان

ہے۔ لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ ہمیں دولت ملنی چاہیئے۔ ہمیں تمام دکھوں اور تکلیفوں سے نجات حاصل ہو جانی چاہیئے۔ حالانکہ وہ عشق ہی کیا۔ جسمیں درد نہ ہو۔ اور وہ محبت ہی کیا ہے۔ جسمیں سوز نہ ہو۔ جیسا کہ ابھی خانصاحب منشی قاسم علی خاں قادیانی نے اپنے اشعار میں بتایا ہے۔ دردِ دل کے بغیر عشق کا مزا نہیں پس یہ رنج کی بات نہیں۔ کہ تمہیں

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکالیف

پہنچتی ہیں۔ بلکہ خوشی اور مسرت کی بات ہے۔ مجھے اس جلسہ سالانہ میں سب سے زیادہ خوشی ایک مجذوب سے دبلے پتلے انسان کے کلام سے ہوئی۔ وہ ملاقات کے لئے آیا۔ اور جب سب مل چکے تو آخر میں اس نے مصافحہ کیا۔ اور کہنے لگا۔ میں اپنے گاؤں میں اکیلا احمدی ہوں۔ اور اکیلا ہی لوگوں کی گالیوں اور ان کی

مار پیٹ کا مزا

لیتا ہوں۔ اس نے پنجابی میں فقرہ کہا۔ جو نہایت دلچسپ ہے۔ کہنے لگا۔ میں اکلا ہی لوکاں دی گالیاں تے ماراں دا مزا اٹھانداہاں۔ اور اس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ واقعی اسے ان تکالیف میں مزا آتا ہے۔ تو

اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعوےٰ

کرنا۔ اور پھر گالیوں اور لوگوں کی مار سے ڈرنا یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کئی صحابہ حسرت سے کہا کرتے تھے۔ کہ وہ دن کیسے اچھے اور بابرکت تھے۔ جب ہم دشمنوں سے ماریں کھایا کرتے تھے۔

ہم میں سے ہر شخص اگر اس کی اولاد نہیں۔ تو کبھی وہ بیٹا ضرور رہا ہے۔ ہم خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ

ماں باپ کی محبت کا بڑا مظاہرہ

کس وقت ہوتا ہے۔ جب ان کے بچہ کو کوئی شخص پیٹے۔ یا اسے دکھ سخت دربہت پہونچائے۔ یا وہ بیمار ہو جائے۔ اس طرح جب اللہ تعالیٰ کے بندوں کو دوسرے بندے دکھ دیتے ہیں۔ تو جس طرح ماں باپ اپنے بچوں سے لپٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے لپٹ جاتا ہے۔ اُس کے ہاتھ ہمیں نظر نہیں آتے۔ مگر اس کی محبت ہمیں نظر آتی ہے۔ بے شک وہ

لیس کمثلہ شیءٌ

ہے۔ اور نہ اُس کے ہاتھ ہیں۔ نہ پاؤں۔ لیکن جس محبت کے ساتھ وُہ اپنے بندے کی طرف جھکتا ہے۔ اُس سے زیادہ شاندار محبت کا مظاہرہ دُنیا کا کوئی ماں باپ نہیں کر سکتا۔

بدر کی جنگ

میں ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا۔ کہ جنگ کے بعد وہ گھبرائی ہوئی پھرتی۔ کبھی ادھر جاتی۔ اور کبھی ادھر۔ آخر تلاش کرتے کرتے اسے اس کا بچہ مل گیا۔ وہ اسے اپنی چھاتی سے لگا کر ایک طرف بیٹھ گئی۔ اس کے چہرہ سے

خوشی کے آنسو اور اطمینان کے آثار

ظاہر ہوئے۔ تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابؓ سے فرمایا۔ اس عورت کی طرف دیکھو۔ یہ کس طرح گھبرائی ہوئی پھرتی تھی۔ اور اب اسے بچہ ملنے کے بعد کیسا اطمینان ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس ماں کو اپنا بچہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی۔ جتنی اللہ تعالیٰ کو اس وقت ہوتی ہے۔ جب ایک

گنہگار بندہ

اس کے حضور توبہ کرتا ہے۔

غرض یاد رکھو۔ مذہب عشق کا نام ہے۔ اگر عشق نہیں۔ تو فلسفیانہ خیالات ہمیں کبھی تسلی نہیں دلا سکتے۔ ہمیں چپ کرانے اور اطمینان دلانے والا دماغ نہیں۔ بلکہ دل ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن مجید دل کو دماغ پر مقدم کرتا ہے۔ اور دل کو ہی

انوارِ الٰہیہ کا مہبط

قرار دیتا ہے۔ عشق کی وہ ٹیس جو دل میں پڑتی ہے اسے ہر شخص محسوس کرتا ہے۔ خواہ وہ اللہ تعالیٰ کا عشق ہو۔ اور خواہ دنیا میں سے اولاد کی محبت یا بیوی بچوں کی محبت یا دوستوں اور عزیزوں کی محبت سائنس دان کہتے ہیں۔ یہ کیسی غلط بات ہے۔ جو قرآن مجید نے کہی کہ دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ محبت کا تعلق تو دماغ سے ہے۔ مگر ہم ان کی سائنس کو کیا کریں۔ ہمیں تو جب بھی ٹیس اٹھتی ہے۔ دل میں ہی اٹھتی ہے۔ سر میں نہیں اٹھتی۔ جب محبوب کے لئے انسان تکلیف اٹھاتا ہے۔ تو وہ سینے پر ہی ہاتھ رکھتا ہے۔ سر پر نہیں رکھتا۔ لوگ محبت میں دل پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہائے میرے دل کو کیا ہو گیا۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ خیالات انسان کے دماغ میں بھی اٹھتے ہونگے۔ پر جو محبت انسان کو پاک کرتی ہے۔ وہ دل میں اٹھتی ہے۔ وہیں کچھ ہوتا ہے۔ گو ہم بیان نہیں کر سکتے کہ کیا ہوتا ہے۔ ہمیں ڈاکٹروں سے غرض نہیں۔ ہمیں سائنس دانوں سے تعلق نہیں۔ اور نہ ہم

ڈاکٹری یا سائنس کے دعویدار

ہیں۔ مگر ہم اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ دل میں کچھ ہوتا ضرور ہے ہم بیان نہیں کر سکتے۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ مگر ہوتا دل میں ہی ہے۔ پس اگر کسی جگہ ہماری جماعت کی مخالفت ہوتی ہے۔ تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ وہ سچے عاشقوں کے نزدیک ان تکالیف اٹھانے والے احمدیوں کو قابل رحم نہیں بناتی۔ بلکہ قابل ستائش ٹھہراتی ہے۔ نادان ہیں۔ وُہ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہائے ہمیں یہ یہ تکلیف ہو رہی ہے،

عاشقِ صادق

تو وہ ہوتا ہے۔ جو کہتا ہے۔ واہ وا فلاں تکلیف اٹھانے والا کس طرح منازل قرب طے کر رہا ہے۔ خدا کا فضل اسے کیسے کھینچ رہا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی گود میں کیسے آرام سے بیٹھا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

سب سے زیادہ مقرب انسان

سب سے زیادہ تکالیف کا مورد بنتا ہے۔ پس تکلیفیں اٹھانا علامت ہے اس بات کی۔ کہ وہ ایسے انسانوں کو بڑھانے اور ترقی دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ان کی قدر کریں اور بشرطیکہ تکالیف آنے پر اور زیادہ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کی اشاعت میں کوشاں ہوں

ایک بزرگ

کے متعلق آتا ہے۔ کہ لوگوں نے ان کو سنگسار کرنے کے لئے پتھر مارنے شروع کئے۔ وہ پتھر اٹھاتے۔ اور اسے بوسہ دیتے۔ کہتے یہ میرے

محبوب کی محبت کی علامت

ہے۔ پس تکلیفیں کوئی چیز نہیں۔ اگر دل میں عشق ہو۔ تو تمام تکلیفیں انسان کے لئے راحت بن جاتی ہیں۔ اگر ہم خدا کے ہیں۔ تو مصیبت میں ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا کا بندہ جو ہوتا ہے۔ وہ ایک ہی بات جانتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جہاں مجھے میرا محبوب رکھیگا میں وہیں خوش رہوں گا۔ اگر وہ مجھے تکلیف میں رکھ کر خوش ہوتا ہے تو اسی میں میری خوشی ہے اور اگر آرام کی زندگی دیکر خوش ہوتا ہے تو اسی میں میری خوشی ہے۔ غرض

مومن کی علامت

یہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام پر خوش رہے۔ اس جگہ سے نہ آگے جائے نہ پیچھے ہٹے۔ جہاں خدا نے اسے کھڑا کر دیا ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ دنیا کے دکھ ہرگز عذاب نہیں۔ بلکہ اگر کوئی اس لئے دکھ دیتا ہے۔ کہ تم کیوں

خدا کا سچا دین

اختیار کئے ہوئے ہو۔ تو وہ دکھ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اور ایسی ہر تکلیف تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی۔ اور اس کے فضلوں کا وارث بناتی ہے۔ اور اس سے زیادہ نعمت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

میں نے دیکھا ہے۔ کہ آج کچھ لوگ جھنڈے پکڑے

یہاں بیٹھے ہیں۔ مجھے یہ

جھنڈے دیکھ کر

ایک واقعہ یاد آ گیا۔ جھنڈا علامت ہوتی ہے اس بات کی۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے دین کو اونچا رکھیں گے۔ بظاہر یہ معمولی بات نظر آتی ہے۔ مگر اسلام میں جھنڈے کو جو اہمیت دی گئی ہے۔ وہ معمولی نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کو جھنڈا دوں گا۔ جو اس کا حق ادا کرے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک صحابی نے کہا۔ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ آپ نے اسے جھنڈا دے دیا۔ چونکہ

جھنڈے والا شخص

نشانہ قرار دیا جاتا تھا۔ اور اس امر کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ کہ یہ اس کو اونچا رکھے۔ اس لئے دشمن اس پر خصوصیت سے حملہ کرتا۔ جب لڑائی ہوئی۔ اور کفار مقابلہ کرتے ہوئے اس صحابی رضؓ کے پاس پہنچ گئے۔ تو انہوں نے تلوار سے اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا جس میں جھنڈا تھامے ہوئے تھے۔ انہوں نے فوراً بائیں ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا۔ اور جب دشمنوں نے تلوار سے اسے بھی کاٹ ڈالا۔ تو پھر لاتوں کے درمیان مضبوطی سے پکڑ لیا۔ آخر دشمنوں نے پاؤں بھی کاٹ ڈالے اور جب انہوں نے دیکھا۔ کہ اب پاؤں بھی جاتے رہے۔ تو انہوں نے مونہہ سے جھنڈا پکڑ لیا۔ اور جب اس جگہ بھی دشمن نے تلواریں مارنی شروع کیں۔ اور وہ موت کے قریب پہنچ گئے۔ تو آخری الفاظ ان کے یہ تھے۔ کہ دیکھنا

اسلام کا جھنڈا

نیچا نہ ہو۔ دوسرے صحابہ رضؓ بڑھے اور انہوں نے اس جھنڈا کو تھام لیا۔ تو جھنڈا علامت ہوتی ہے اس بات کی۔ کہ ہم دین کو اونچا رکھیں گے۔ لیکن اگر لوگ جھنڈے تو بنائیں۔ مگر دین کو اونچا نہ کر سکیں۔ تو ان ظاہری جھنڈوں کو اونچا کرنے سے کیا فائدہ۔ اگر دین کا جھنڈا ہی بلند نہ رہا۔ تو ان کپڑے یا لکڑی کے جھنڈوں کو اگر ہم نے اونچا بھی کیا۔ تو اس سے کیا حاصل بھلا کونسی

ذلیل سے ذلیل قوم

ہے۔ جو لکڑی پر کپڑا نہیں باندھ سکتی۔ یہ تو علامت ہے اس بات کی۔ کہ جب کوئی قوم جھنڈا اونچا کرتی ہے۔ تو اس بات کا اقرار کرتی ہے۔ کہ وہ دین کو بھی اونچا رکھے گی۔ پس اگر آپ لوگوں نے یہ جھنڈے بنائے ہیں۔ تو ان کا احترام کریں۔ اور اس بات کا عہد کریں۔ کہ دین کو اونچا رکھیں گے۔ اور سلسلہ احمدیہ کو پھیلانے میں ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔

میں نے تو دیکھا ہے۔ کہ جب تک مجھے علم ہوتا ہے۔ کہ فلاں شخص کو دین کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ مجھے اس کے لئے دعا کرنے کا جوش ہوتا ہے۔ مگر جب وہ مجھے لکھتا ہے۔ کہ دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اس

21

تکلیف سے نجات

دے۔ تو میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرا تمام جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ میں اس کے لئے دعا تو کرتا ہوں۔ مگر میری خوشی مٹ جاتی ہے۔ کیونکہ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ خدا کے راستے میں دکھ اٹھانا کسی مومن کو دوبھر معلوم ہو۔ ہاں اگر گناہوں کی وجہ سے کوئی تکلیف آئے یا آسمانی بلا اترے۔ یا کسی کا عزیز بیمار ہو جائے۔ تو یہ اور بات ہے۔ اس کا حق ہے۔ کہ وہ مجھے دعا کے لئے لکھے۔ مگر یہ پسندیدہ امر نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جو مشکلات پیش آئیں۔ ان پر گھبراہٹ یا خوف کا اظہار کیا جائے۔ اگر کسی کے سامنے ایسی مصائب آتی ہیں۔ تو وہ

خوش قسمت انسان

ہے۔ اور مجھے اس سے خوشی ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ مجھے دعا کے لئے لکھتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ کمزور دل کا انسان ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے ابتلاء سے محفوظ رکھے۔ یاد رکھو۔ خدا تعالےٰ کے لئے جو تکالیف انسان برداشت کرتا ہے۔ وہ

بادشاہوں کے تخت سے بھی بڑھ کر اعزاز

کا موجب ہوتی ہیں۔ بے شک خدا نے منع فرمایا ہے۔ کہ انسان خود کسی مصیبت کا طالب ہو۔ اور اس نے اپنی مصلحتوں کے ماتحت اس قسم کی خواہش سے انسان کو روک دیا ہے۔ لیکن اگر خدا اس قسم کی دعا سے نہ روکتا۔ تو عاشق صادق تو یہی دعا کیا کرتے۔ کہ الٰہی ہمیں تیرے راستہ میں مصائب پہنچیں۔ اور سچے عاشق تو پھر بھی اپنے رنگ میں دعا کر ہی لیا کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

دعا فرمایا کرتے تھے۔ الٰہی مجھے مدینہ میں موت آئے۔ اور آئے بھی شہادت کی موت۔ آخر اللہ تعالےٰ نے مدینہ سے ہی ایک آدمی کو کھڑا کر دیا۔ اور اس طرح انہیں شہادت نصیب ہو گئی۔ تو مومن صادق ان ابتلاؤں سے ہرگز نہیں گھبراتا۔ جو دین کی وجہ سے اس پر وارد ہوں۔ ہاں جو

دنیوی امور کی وجہ سے تکالیف

آئیں۔ ان میں دعا کراتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے لئے جو ابتلا ہوں۔ ان میں رنج کی کونسی بات ہوتی ہے۔ جو انسان دعا کے لئے لکھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک دفعہ جنگ میں انگلی پر زخم آیا۔ آپ نے ایک شعر پڑھا۔ حالانکہ آپ شعر نہیں کہا کرتے تھے۔ فرمایا

مَا اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ

تو انگلی ہی ہے۔ جو خدا کی راہ میں زخمی ہوئی۔ پھر یہ زخمی ہونا کونسی بڑی بات ہے۔

پس اگر تم واقعی انصار اللہ بننا چاہتے ہو۔ تو

دین کا جھنڈا

تمہیں بلند رکھنا چاہیئے۔ اور دین کی وجہ سے جو مشکلات پیش آئیں ان سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ بجائے اس کے کہ تم ان تکالیف کو دکھ محسوس کرو۔ فخر کے ساتھ ان کا دوسروں کے پاس ذکر کرو۔ کیونکہ وہ ذلت نہیں۔ بلکہ عزت ہیں۔ کوئی دنیا کا کام شہادت کے کام سے بڑھ کر نہیں۔ اور کوئی دنیا کی عزت۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مار اور گالیاں کھانے سے زیادہ اعزاز والی نہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کے لئے گالیاں کھانا ذلت ہے۔ تو نعوذ باللہ ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ نبی بھی اس سے حصہ پاتے رہے۔ کیونکہ انبیاء کو ہمیشہ گالیاں دی جاتی رہیں۔ پس گالیاں ذلت کا سامان نہیں۔ بلکہ عزت کا باعث ہیں۔ کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر گالیاں کھانے والا نہیں ہو سکتا۔ آج تک رنگیلا رسول جیسی کتابیں جو شائع ہوئیں۔ وہ انہی

گالیوں کے سلسلہ کی ایک کڑی

ہے۔ اگر گالیاں کھانا ذلت ہے۔ تو کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے خدا نے ذلت کے سامان پیدا کئے۔ نہیں۔ بلکہ خدا کے لئے گالیاں کھانا عزت ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اس عزت کا سب سے بڑھ کر سامان ہوتا رہا۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کا کیا بگاڑا تھا۔ جو انہیں لوگوں کی طرف سے گالیاں ملتیں۔ آپ کا اگر کوئی جرم تھا۔ تو یہی کہ آپ

شیطان کے سب سے بڑے دشمن

تھے۔ پس وہ گالیاں گالیاں نہیں تھیں۔ بلکہ اس بات کا اقرار تھا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کی طرف سے ایک نور لائے ہیں۔ جسے اندھی دنیا قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پس وہ اپنے عناد کو گالیوں کی صورت میں ظاہر کرتی

یہ جذبہ اور یہ روح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت جماعت کے لوگوں میں موجود تھی۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ کم ہو رہی ہے یعنی

دین کے لئے

جو تکالیف پیش آئیں۔ انہیں لوگ ذلت سمجھتے۔ اور گھبرانے لگتے ہیں۔ حالانکہ یہ ابتلاء تو وہ ہیں۔ کہ آئندہ لوگ ترسیں گے۔ مگر انہیں یہ دیکھنے نصیب نہیں ہوں گے۔

جب اللہ تعالےٰ

احمدیت کو غلبہ

دیگا۔ جب بادشاہت اس جماعت کو مل جائے گی۔ پھر کون ہوگا جو احمدیوں پر انگلی بھی اٹھا سکے گا۔ مگر کیا تم سمجھتے ہو۔ اس وقت کے لوگ آج کل کے لوگوں سے افضل ہوں گے۔ اس وقت کا بادشاہ بھی آج کل کے فقیر سے ادنےٰ ہوگا۔

پچھلے ایام میں جب

مستریوں کا فتنہ

اٹھا۔ اگرچہ ہمارے لوگوں کو غصہ آتا تھا۔ مگر میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا تھا۔ کہ اس ذریعہ سے اس نے میری

روحانی ترقی کا سامان

کر دیا۔ میں سوچا کرتا تھا کہ میں قادیان میں رہتا ہوں میرے بس میں یہ کہاں تھا۔ کہ میں ایسے لوگ کھڑے کر دیتا۔ جو مجھ پر بھی حملے کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو تکلیف ہمارے نفس کی طرف سے ہو اس کا تو ازالہ کرنا چاہیئے۔ مگر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اسے خوشی سے برداشت کرنا چاہیئے۔ یہ روح ہے جو ہماری جماعت کو پیدا کرنی چاہیئے اور یہ روح ہے جس سے قومیں ترقی کیا کرتی ہیں۔

کل ہی ایک دوست نے مجھے

ایک واقعہ

سنایا۔ جس سے مجھے بہت لطف آیا۔ ایک جگہ ہماری نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ صرف ایک نوجوان اس جگہ کے جماعت میں شامل ہیں۔ لوگوں نے انہیں دکھ دیا اور بہت سی تکالیف پہنچائیں وہ ایک اعلیٰ عہدے پر ہیں۔ مگر انہوں نے اس بات کو بھی

غیرت کے خلاف

سمجھا۔ کہ مجھ سے اس واقعہ کا ذکر کریں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ کئی ہیں جو کہدیا کرتے ہیں۔ ہائے ہم مر گئے ڈپٹی کمشنر سے سفارش کرو کہ تکالیف دور ہوں۔ کیا ڈپٹی کمشنر خدا سے بھی تمہارا زیادہ خیر خواہ ہے۔ اگر تم ماریں کھاتے ہو اور خدا کو غیرت نہیں آتی۔ تو کوئی ڈپٹی کمشنر تمہارے لئے کیا کر سکتا ہے بلکہ یہ تو ہمارے لئے ذلت اور رسوائی ہے۔ کہ ہمارے آقا اور مولیٰ نے تو ہمارے لئے حرکت نہ کی۔ نہ ہمارے پیارے نے ہمارے لئے غیرت دکھائی۔ اور ہم ڈپٹی کمشنر کی پناہ لینا چاہتے ہیں۔ پس دین کے لحاظ سے یعنی اس وجہ سے کہ تم کیوں اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت کرتے ہو۔ اگر تمہیں تکالیف پہنچتی ہیں۔ تو فخر کرنا چاہیئے۔ اور انہیں ان تکالیف سے علیحدہ سمجھنا چاہیئے جو دنیاوی امور کی وجہ سے پیش آتی ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ کئی لوگ ہیں جو اس فرق کو نہیں سمجھتے اور وہ دنیوی تکلیفوں کے متعلق یہ خیال کر لیتے ہیں کہ یہ دین کی وجہ سے پہنچیں حالانکہ اگر وہ واقعی دین کے لئے تکالیف ہیں تو تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ اور اگر دنیاوی تکالیف ہیں تو ان کا نام دینی مصائب رکھنا غلطی ہے۔

پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے دل میں عشق پیدا و سوز پیدا کرو۔ اور اگر تمہیں خدا کے لئے کوئی تکلیف پہنچے میں سے ایسا ہی سمجھو جیسا عاشق اپنے محبوب کے متعلق خیال سمجھتا ہے اور سمجھ لو کہ خدا تم سے ان تکالیف کی وجہ سے ناز کر رہا ہے

اس عشق کو لے کر نکلو۔ اور اس یقین کو لے کر جاؤ کہ

خدا کے عاشق

دنیا پر غالب آیا کرتے ہیں۔ مایوسیاں چھوڑ دو۔ کہ خدا کی جماعت کبھی مایوس نہیں ہوا کرتی۔ دنیا تمہارا شکار ہے۔ اور یہ تکالیف محض اللہ تعالیٰ تمہاری عشق کرانے کے لئے۔ تمہارے دل میں سوز اور درد پیدا کرنے کے لئے اور تمہارے عشق کو بڑھانے کے لئے لاتا ہے اگر تم ان تکالیف کو ہٹانا چاہتے ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے

سوز اور عشق

کو کم کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ انہیں بڑھانے کی ضرورت ہے نہ کہ کم کرنے کی۔ پس تم سوز اور عشق کو لے کر نکلو۔ فلسفہ ہمیشہ غیر کے لئے ہوتا ہے مگر جب تم اپنے ہو گئے تو اب تمہارے لئے صرف سوز اور عشق رہ گیا۔ اگر ہم یہاں دلیلیں بیان کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ تمہارے سامنے پیش کریں۔ بلکہ اس لئے کہ تم انہیں غیروں کے سامنے پیش کیا کرو۔ عاشق صادق دلیلوں کا محتاج نہیں ہوتا وہ تو

سوز اور عشق کا طلب گار

ہوتا ہے۔ جس کو محسوس ہو رہا ہے کہ محبوب کا ہاتھ اس کی گردن میں ہے وہ کب کسی دلیل کے سننے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ ایک بچہ جو اپنی ماں کی گود میں ہو۔ کیا کبھی اس سے کوئی پوچھا کرتا ہے کہ اس بات کی دلیل دو کہ یہ تمہاری ماں ہے۔ وہ ہر ایسے شخص کو پاگل سمجھے گا اور کہیگا میں تو اپنی ماں کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں اور یہ مجھ سے دلیل مانگ رہا ہے پس اسی طرح ہمارے لئے بھی کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ تم

دنیا کی ساری دلیلیں

لے جاؤ اور لے جا کر انہیں سمندر میں غرق کر دو۔ ہم خدا سے مل چکے اور ہم نے خدا کے مسیح کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ پس ہمارے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ دلیلیں تو اندھوں کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ دلیل کہتے ہیں راہ دکھانے کو۔ کبھی سوجاکھوں کو بھی راہ دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس دلیلیں اندھوں کے لئے ہیں ان کے لئے ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے نور بصارت عطا نہیں فرمایا۔ مگر تمہیں اللہ تعالےٰ نے بینائی دی اور تم اس کے نور سے منور ہوئے۔ پس تم دلیلوں کے محتاج نہیں۔ تمہارے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ تم اپنے دل میں عشق پیدا کرو۔

عشق وہ چیز ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اور دلیل وہ ہے۔ جو باہر سے آتی ہے۔ تمہاری راہنما کوئی دلیل نہیں ہونی چاہیئے بلکہ تمہارا راہنما تمہارا دل ہو۔ قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نزلہ علی قلبک کہ قرآن کریم اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر اتارا۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ

قرآن مجید کے الفاظ غیروں کے لئے ہیں اور اس کا مفہوم ہمارے لئے ہے۔

قرآن کریم کے ظاہری الفاظ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نہیں تھے۔ بلکہ ابوجہل کے لئے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو وہ محبت تھی جو ان الفاظ کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ اور آپ کے دل پر محیط ہو گئی۔ لوگوں نے اس آیت سے غلطی کی وجہ سے یہ سمجھا ہے کہ قرآن مجید الفاظ میں نازل نہیں ہوا۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ قرآن تو الفاظ میں ہی نازل ہوا ہے۔ مگر وہ الفاظ غیر کے لئے ہیں۔ ہمارے لئے اس کا مفہوم ہے۔ وہ کون سا قرآن ہے جو تبدیل نہیں ہو سکتا وہ وہی ہے جو ہمارے دل میں ہے۔ وہی ہے جس میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا اس قرآن میں تو کئی جگہ کاپی نویس زبر کی جگہ زیر لکھ دیتے اور اس طرح الفاظ کو تبدیل کر دیتے ہیں مگر وہ قرآن جو خدا کے جلال کو لے کر اترا ہے وہ مومن کے دل میں بند ہوتا ہے۔

الفاظ کی ظاہری حفاظت

بھی اللہ تعالےٰ نے کی ہے مگر پھر بھی اس قرآن میں کتابت کی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ لیکن وہ قرآن جس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں وہی ہے جو مومن بندے کے دل میں محفوظ ہوتا ہے۔ پس اس مغز کو لے کر اٹھو اور اس سوز کو لے کر جاؤ جو

مومن کا خاصہ

ہو اور اس دیوانگی کے ساتھ نکلو جس پر تمام فرزانگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔

ہم ایک

ٹوٹا پھوٹا شعر

کہتے ہیں اور جب تک ہم دس بیس کو سنا نہیں لیتے اور ان سے داد نہیں لے لیتے ہمیں چین نہیں آتا ایک زمیندار چھ مہینے یا سال کی معمولی محنت کے بعد شکر تیار کرتا ہے اور ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہر ایک سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ کیسی اچھی ہے مگر آہ ہمیں

سب سے زیادہ پیاری نعمت

ہمارا خالق و مالک ملا مگر ہم اسے دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے اگر ہمارا عشق کامل ہو تو ہم تو بیٹھ ہی نہ سکیں اور اس وقت تک قرار نہ لیں۔ جب تک تمام دنیا اس کی عاشق نہ بن جائے۔

حضرت سلیمان کی وہ پیشگوئی جو میں نے جلسہ سالانہ پر بیان کی تھی کتنی عشق سے لبریز ہے۔ کہتے ہیں۔ "اے یروشلم کی بیٹیو یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے" (غزل الغزلات $\frac{5}{16}$) یہی

عاشق کی علامت

ہوتی ہے وہ جاتا ہے اور دم نہیں لیتا جب تک سب کو اس کا دیوانہ نہ بنا دے۔ پس نکلو نہ اس نیت سے کہ تم نے لوگوں

سامنے وفات مسیح یا صداقت مسیح موعود کا مسئلہ پیش کرنا ہے بلکہ اس لئے کہ اپنے محبوب کے لئے تم نے اور عاشق تلاش کرنے ہیں۔ ورنہ جب تک فلسفیانہ خیالات کا تم پر غلبہ رہے گا تمہیں کامیابی نہیں ہوگی

فلسفیانہ دلائل

صرف کفر تک کے لئے ہیں۔ ایمان کے اندر سوز اور عشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے بچپن میں بچے کے لئے چوسنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر بڑے کے لئے نہیں۔ جن بچوں کی مائیں ولادت کے بعد مر جاتی۔ یا بیمار ہو جاتی ہیں۔ ان کے لئے چوسنیوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے یا پرانے زمانہ میں لوٹیاں ہوا کرتی تھیں۔ لوٹی بیشک ضروری ہے۔ اور ہم اسے دنیا سے مٹا نہیں سکتے۔ مگر بچے کے لئے نہ کہ بڑے کے لئے بھی جبتک کہ ہم بچے تھے۔ ہمیں لوٹی کی ضرورت تھی۔ دلائل کی احتیاج تھی مگر اب ہم بڑے ہو گئے۔ ہمارے دانت نکل آئے۔ اور اب ہم براہ راست روٹی کھانا چاہتے ہیں۔

پس اس طرز پر کام کروگے۔ تو تمہیں کامیابی ہوگی۔ ورنہ اگر یہ حالت نہ ہو۔ تو انسان کو جو تکالیف پہنچیں۔ وہ بھی بری لگتی ہیں۔ اور کامیابی کا ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ہم نے تو نہ کبھی دلیلیں سوچیں۔ اور نہ کبھی غور کیا۔ جب ضرورت ہوتی ہے خدا آپ ہی سجھا دیتا ہے۔ ہمیں جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ

خدا کی محبت

ہے۔ سو خدا کی محبت ہر وقت ہمارے پاس رہتی ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔ پس عشق کو بڑھاؤ۔ دل میں سوز اور درد پیدا کرو یہی میری پہلی نصیحت ہے۔ یہی میری درمیانی نصیحت ہے اور یہی

میری آخری نصیحت

ہے۔ جب تک یہ محبت رہے گی۔ اس وقت تک سوز قائم رہیگا اور جب تک سوز رہیگا۔ اس وقت تک زندگی قائم رہے گی۔ جب یہ چیز نکل جائے گی۔ تو پھر لوگوں کے لئے دلیلیں رہ جائینگی اور تمہارے لئے یہ بھی نہ ہوں گی۔ تمہیں جو چیز کامیاب کر سکتی ہے وہ محبت ہے۔ وہ عشق اور سوز ہے۔

ابھی ایک شخص میں خانصاحب نے بیان کیا ہے۔ کہ جب

شہداء افغانستان

پر پتھر پڑتے تھے۔ تو وہ گھبراتے نہیں تھے۔ بلکہ استقامت اور دلیری کے ساتھ ان کو قبول کرتے تھے۔ اور جب بہت زیادہ ان پر پتھر پڑے۔ تو صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رحمت اللہ خان اور دوسرے شہداء نے یہی کہا۔ کہ یا الٰہی ان لوگوں پر رحم کر۔ اور انہیں ہدایت دے۔ بات یہ ہے جب

عشق کا جذبہ

انسان کے اندر ہو۔ تو اس کا رنگ ہی بدل جاتا ہے۔ اس کی بات میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کے

22

چہرہ کی نورانی شعاعیں

لوگوں کو کھینچ لیتی ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہاں ہزاروں لوگ آئے۔ اور انہوں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ تو یہی کہا۔ کہ یہ مونہہ جھوٹوں کا نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے ایک لفظ بھی آپ کے مونہہ سے نہ سنا۔ اور ایمان لے آئے۔ یہی جذبہ آپ لوگوں میں بھی ہونا چاہیئے۔ اگر لوگ آپ کو ماریں۔ اور اس کے مقابلہ میں آپ بھی لوگوں کو ماریں۔ اگر لوگ آپ کو گالیاں دیں۔ اور اس کے مقابلہ میں آپ بھی لوگوں کو گالیاں دیں۔ تو

دنیا کو فتح کرنے کے لئے

شائد ہزاروں سال بھی ناکافی ہوں گے۔ لیکن اگر وہ آپ کو ماریں۔ اور آپ بھاگ جائیں۔ تب بھی آپ دنیا کو فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ دنیا کبھی بزدل کے قبضہ میں نہیں آ سکتی عشق کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ تم ماریں کھاؤ۔ اور کھڑے رہو۔ اگر تم مارو گے۔ تو کامیابی نہیں ہوگی۔ اور اگر تم مار کھا کر ہٹ جاؤ گے تب بھی کامیابی نہیں ہوگی۔ کامیابی اسی وقت ہوگی۔ کہ وہ تمہیں ماریں۔ اور تم دلیلیں دیئے چلے جاؤ۔ تم ایک جگہ کھڑے ہو۔ وہ تمہیں گالیاں دے رہے ہوں۔ کہ تم خبیث ہو۔ غدار ہو۔ دشمن اسلام ہو مگر تم یوں ہو۔ کہ گویا تمہارے کان ان آوازوں کو سنتے ہی نہیں۔ تمہارے آنسو رواں ہو۔ اور تم یہ کہتے نظر آ رہے ہو۔ اے بھائیو! حق اس طرف ہے۔ تم قبول کر لو۔ تمہارے دل میں یہ نہ ہو۔ کہ

بندوں کے عذاب

کو زیادہ دکھ دینے والی چیز سمجھ لو۔ بلکہ وہ تمہیں جتنا زیادہ دکھ دیں اتنا ہی زیادہ تم ان کے لئے رحم دکھاؤ۔ کیونکہ وہ تمہیں جتنا زیادہ دکھ دیتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ ان کی

قابلِ رحم حالت

ہوتی چلی جاتی ہے۔

تم جانتے ہو۔ کہ ماں اپنے بچہ کے لئے بعض دفعہ ساری ساری رات جاگتے گزار دیتی ہے۔ مگر کیا تم نے کبھی دیکھا۔ کہ کسی ماں نے شکوہ کیا ہو۔ اسی طرح اگر وہ تمہیں مارتے ہیں۔ تو وہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں۔ تم پر بندوں کا ہاتھ اٹھ رہا ہے اور ان پر خدا کا ہاتھ۔ غور کرو۔ دونوں میں سے کون قابل رحم ہے۔ کیا تم زیادہ جس پر

خدا کا غضب

مستولی ہونا چاہتا ہے۔ یاد رکھو۔ بندہ کے ہاتھ میں کوئی طاقت نہیں

تمام طاقتوں کا منبع

اللہ تعالےٰ کا ہی ہاتھ ہے۔ پس وہ تمہیں جتنا زیادہ دکھ دیں۔ تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ تم اتنی ہی زیادہ ہمدردی سے ان کے ساتھ پیش آؤ۔

یہ وہ رنگ ہے جس سے ہم دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ اور میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ہم میں چند سو ہی ایسے لوگ پیدا ہو جائیں۔ تو

دنیا کا نقشہ

بدل جائے۔ پس درد۔ سوز اور گداز کے ساتھ نکلو۔ تم ماریں کھاؤ۔ مگر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ تمہاری آنکھوں سے آنسو رواں ہوں۔ دل میں درد اٹھ رہا ہو سینے میں جلن پائی جاتی ہو۔ اور تم محسوس کرتے ہو۔ کہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ جو تباہ ہو رہا ہے۔ ایک دفعہ تجربہ کر کے دیکھو۔ گاؤں کے گاؤں اس طریق سے احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔ یہی گر ہے۔ جو تمہیں کامیاب بنائے گا۔

افسوس میں نے دو تین سال سے کئی بار اس کی طرف توجہ بھی دلائی۔ مگر ابھی ایک بھی ایسا نہیں نکلا۔ جس نے اس بات پر عمل کیا ہو۔ کئی ہیں۔ جو نرمی کے معنی یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ

تبلیغ کے لئے

گئے۔ مگر جب مخالفت ہوئی۔ تو واپس آ گئے۔ یہ نرمی نہیں۔ بلکہ کم ہمتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ دلیر دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا دنیا میں کوئی ایک شخص بھی یہ ثابت کر سکتا ہے۔ کہ آپ نے کبھی بزدلی دکھائی

روحانی جرنیلوں کا ذکر

جانے دو۔

نپولین کو ایک دفعہ شکست ہو چکی تھی۔ اس کی فوج کے پاس گولہ بارود ختم ہو گیا۔ انگریزی فوجوں نے اس کی فوج پر متواتر گولے پھینکنے شروع کر دیئے۔ مگر جبکہ گولے یکے بعد دیگرے گر رہے تھے۔

نپولین کی فوج

اسی حالت میں کھڑی رہی۔ ایک جرنیل کہتا ہے۔ میں ایسے موقعہ پر نپولین کی فوج میں گیا۔ اور کہا۔ تم مقابلہ کیوں نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگے۔ ہمارے پاس گولہ بارود ختم ہو گیا ہے۔ جرنیل کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ پھر بھاگتے کیوں نہیں۔ وہ کہنے لگے نپولین نے ہمیں بھاگنا سکھایا ہی نہیں۔ جو

لڑنے والی چیز

تھی۔ وہ ہمارے پاس نہیں۔ اور بھاگنا ہم نے سیکھا نہیں۔ اس لئے اب ہم کریں تو کیا کریں۔ تو نپولین جو

دنیا کا معمولی سردار

تھا۔ اس کی فوج کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے بھاگنا سیکھا نہیں۔ مگر ہم میں سے بعض لوگ نہایت نادانی سے کہدیا کرتے ہیں۔ کہ قرآن نے ہمیں بھاگنا سکھایا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک قرآن تو کہتا ہے۔ جو دشمن کے مقابلہ سے بھاگتا ہے۔ وہ اپنا

دوزخ میں ٹھکانہ

بناتا ہے۔ جو بھاگتا ہے وہ بزدل ہے اور جو اس پر ہاتھ اٹھاتا ہے جس پر نہیں اٹھانا چاہیے وہ ظالم ہے۔ جس چیز کو اسلام پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ تم گالیاں سنتے جاؤ۔ مار بھی کھاؤ۔ مگر اپنا کام کئے جاؤ۔ یہ وہ چیز ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے اور جب ایسا موقع پیش آئے تو یہاں بھی عشق سے کام لو دلیل سے نہیں۔ یہ نہیں کہ تمہارے دل میں خیال آرہا ہو کہ چونکہ قرآن مجید کہتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ سے نہ بھاگو اس لئے نہیں بھاگتے۔ بلکہ تمہارا درد اور تمہاری اندرونی محبت تمہیں کہے کہ تم اس وقت لوگوں کی ہمدردی کے لئے کھڑے رہو اور انہیں سمجھاؤ اگر ایسا درد نہ ہوگا۔ تب بھی تمہارے سامنے دلیل ہوگی حالانکہ اس وقت دلیل غائب ہونی چاہیئے۔ اور گو قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت ہی اس وقت کھڑے رہو پھر بھی اس وقت یہ دلیل تمہیں یاد نہ ہو تمہیں صرف یہی خیال ہو کہ ہم نے ان گمراہ لوگوں کے سامنے

ہدایت کا پیغام

پیش کرنا ہے اگر وہ نہیں سنتے تو بھی ہم نے انہیں سنانا ہے۔ اگر ہم سوچیں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ حقیقی توحید یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں انسان صرف اللہ تعالیٰ کو مدنظر رکھے۔ تمہیں یہ خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے کہ چونکہ قرآن کریم کہتا ہے اس لئے ہم ایسا کرتے اور ایسا نہیں کرتے بلکہ جو تمہارے اندر خدا بیٹھا ہے وہ بلا کسی واسطہ کے تمہیں کہے اور تم اس پر عمل کرو اسی کا نام عشق ہے اور اسی

عشق کا متوالا

دنیا میں کامیاب ہوا کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ایسا شخص اگر کسی جگہ صرف ایک ہے تو وہ دو ہو جائیں گے اور دو ہوں تو چار ہو جائیں گے اور چار ہوں تو آٹھ بن جائینگے یہ چیز ہے جس کو لے کر جاؤ۔ اور یہی چیز ہے جو تمہیں کامیاب بنا سکتی ہے میں نے ایسی

شدید تکلیف کی حالت

میں آپ لوگوں کو یہ باتیں کہی ہیں اور اس امید پر کہی ہیں کہ یہ باتیں صحیح نتیجہ پیدا کر سکتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک آدمی بھی ایسا پیدا ہو جائے تو بہت بڑی کامیابی ہو سکتی ہے پس اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں صحیح عشق پر قائم کرے اور

دلائل کی دلدل

سے نکلے۔ ہمارے یہ دلائل کیا چیز ہیں جب ہمیں خدا مل گیا تو ہمیں ان دلائل کی کیا ضرورت ہے۔ بھول جاؤ اس بات کو کہ لڑائی کیا ہوتی ہے۔ بھول جاؤ اس بات کو کہ بھاگنا کیا ہوتا ہے۔ تمہارے دل میں سب کے لئے جلن ہو۔ تمہاری آنکھوں سے

محبت کے آنسو

رواں ہوں اور تم اپنے نفس پر دوسروں کے لئے موت وارد کر دو مجھے ساری اردو شاعری میں سے سوز اور مصیبت کی گھڑیوں میں صرف

ایک ہی شعر

یاد آیا کرتا ہے۔ جو یہ ہے۔

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے

بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانئے کیا یاد آیا

جب عشق پیدا ہوتا ہے تو انسان سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اسے پتہ ہی نہیں رہتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ وہی سوز جس کو انسان خود بھی نہیں سمجھ سکتا اور وہی درد جس کو وہ خود بھی نہیں بیان کر سکتا۔ اور کہتا ہے خبر نہیں مجھے کیا ہو رہا ہے۔ یہ عشق جس میں انسان کہتا ہے کہ مجھے کچھ ہونے لگا۔

الفاظ سے مستغنی

ہوتا ہے بلکہ وہ الفاظ میں اظہار درد اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ عشق غیر محدود ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے انسان کو ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا تاکہ وہ غیر محدود عشق کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کا

غیر محدود قرب

حاصل کرے۔ اور ابدیت کی زندگی پائے خدا کرے یہ چیز آپ لوگوں میں پیدا ہو جائے۔ اگر یہ عشق آپ اپنے دل میں پیدا کر لیں گے تو دنیا کی کوئی چیز آپ کی کامیابی میں روک نہیں ہو سکے گی۔ اور آخر ایک دن تمام دنیا آپ کے قدموں میں گر جائیگی۔ ؁

وصیتیں

نمبر ۳۵۹۶ :- میں سلامت بی بی زوجہ فضل حق راجپوت زرگر عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء قوم سکنہ اسرا پا ڈاکخانہ چک ۲۲۹ ضلع لائل پور آج مورخہ ۱۲/۲۱ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے پاس اس وقت دو صد روپیہ کا زیور ہے۔ جو میرے مہر کا ہے۔ اس کے متعلق ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میں اپنی زندگی میں انشاء اللہ تعالیٰ ۱/۱۰ حصہ ادا کر دونگی۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے متعلق بھی میری مذکورہ بالا وصیت ہوگی فقط العبد :- سلامت بی بی۔ گواہ شد :- محمد عبد اللہ جلد ساز قادیان۔ گواہ شد :- احمد الدین زرگر بقلم خود

نمبر ۳۶۶۵ :- میں احمد خان نسیم ولد محمد فضل خاں راجپوت بنوار پیشہ ملازمت عمر چوبیس سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور آج مورخہ ۶/۳۲ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے صرف میرے پاس مبلغ -/۲۰۱ روپے نقد موجود ہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور نیز میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ جو کہ اس وقت تیس روپے ماہوار ہے اگر میری وفات کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :- احمد خاں مولوی فاضل۔ گواہ شد :- حکیم عبد الغنی جلد ساز محلہ دار الفضل گواہ شد :- غلام نبی مدرس مدرسہ احمدیہ

نمبر ۳۷۶۶ :- میں اللہ جوائی زوجہ قطب الدین جنجوعہ عمر ۴۵ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور آج بتاریخ ۹/۳۲ ۱۹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

(۱) میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرے پاس صرف قیمتی زیور -/۱۰۰ روپیہ کا ہے اور میرا مہر ۳۲ روپیہ ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ وصیت کرتی ہوں۔ میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں یہ رقم ادا کر دونگی۔ (۲) اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :- نشان انگشت موصیہ اللہ جوائی۔ گواہ شد :- قطب الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد :- فضل حق پسر موصیہ ۳۲ء

تمبر ۳۷۶۶ ۱۹۳۳ء :- میں مسمات فضل بی بی زوجہ مستری امین اللہ صاحب قوم راجپوت عمر ۳۵ سال ساکن قادیان محلہ دار الرحمت ضلع گورداسپور آج مورخہ ۱۲/۳۲ ۴ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ہو اس کے پانچویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی قیمتی -/۶۸ روپیہ اور حق مہر مبلغ -/۳۲ روپیہ بذمہ خاوند کل میزان مبلغ یکصد روپیہ لہذا ۱/۵ حصہ قابل ادائیگی یعنی مبلغ -/۲۰ روپیہ ہے

العبد :- فضل بی بی زوجہ مستری امین اللہ۔ گواہ شد :- میاں

23

دائمی تندرستی!

وہی شخص قایم رکھ سکتا ہے۔ جو اپنے جسمانی جوہر کو اعتدال سے استعمال کرے۔ ہماری قوت کثرت کے باعث ہر لحظہ زائل ہوتی جا رہی ہے۔ لہذا!

اسی موسم سرما میں

قوت کو بحال کرنے کے لئے آپ کو کوئی نہ کوئی دوائی استعمال کرنی چاہیئے۔ مندرجہ ذیل اکسیروں میں سے کسی ایک کو ضرور آزماویں اور اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کریں

مفصل حالات جاننے کے لئے رسالہ امراض مخصوصہ مفت طلب کریں!

اکسیر نمبر ۵۰ بے اندازہ طاقت بخش ہے۔ خصوصاً رؤسا و امرا کے لئے فوری اثر دکھاتی ہے۔ نوجوان نرم مزاج اور گرم مزاج والوں کے لئے نہایت تیر ہے۔ قیمت ۳۰ گولی چودہ روپے (للعہ) قیمت پندرہ گولی سات روپے (عہ)

اکسیر نمبر ۲۰ انمول رسائن منتقل فایدہ بخشنے والی ہے۔ بوڑھوں اور جوانوں کے لئے یکساں مفید۔ تمام جسمانی اعضاء اور کمزور رگ و ریشہ کو طاقت بخشنے والی ہے۔ قیمت ۶۴ گولی چار روپے۔ ۳۲ گولی دو روپے (ملعہ)

اکسیر نمبر ۱۶ نہایت مفید رسائن جسم کو توانا دل، دماغ، جگر، گردہ، دل وغیرہ کو طاقت دینے والی ہے۔ ہر قسم کے ذیابطیس اور پیشاب کی امراض کی بیخ کنی کرنیوالی گرم مزاج اشخاص کے لئے نہایت موزوں۔ قیمت ۳۲ گولی للعہ ر- ۱۶ گولی دو روپے (ملعہ)

اکسیر نمبر ۳۹ جسم کے تمام اعضا خصوصاً دماغ کیلئے عجیب اکسیر ہے۔ کمزور بدن اشخاص کے لئے خصوصاً فایدہ بخش ہے۔ قیمت ایک پاؤ دو روپے (ملعہ) آدھ پاؤ کے لئے ایک روپیہ (ملعہ)

اکسیر نمبر ۳ طاقت بڑھانے والی قبض۔ احتلام سرعت وغیرہ کو رفع کرکے مضبوط بنانیوالی قیمت فی پاؤ دو روپے آٹھ آنہ (للعہ) آدھ پاؤ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ:- امرت دھارا ۹۳ لاہور

المشتہر

مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا سٹرک۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

بعض پرائیویٹ قطعات اراضی سکنی قابل فروخت

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے تمام محلوں میں بعض اچھے اچھے موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں مثلاً محلہ دار العلوم میں نصرت گرلز سکول اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان۔ جو اس وقت رعایتی شرح سے نہایت ارزاں نرخ پر فروخت ہو رہے ہیں۔ یعنی بڑی سڑک پر بجائے للعہ کے معہ ۸ فی مرلہ اور اندرون لہ بجائے معہ کے ۱۵ فی مرلہ۔ محلہ دار الفضل میں ریلوے روڈ پر منڈی کے قریب۔ مسجد کے قریب۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قریب۔ جن میں سے بعض قطعات کے چاروں طرف راستے ہیں۔ اور آبادی کے وسط میں واقع ہیں۔ تفصیلات اور ان کی قیمتیں بالمشافہہ یا بذریعہ خط و کتابت دریافت کی جا سکتی ہیں۔

المشتہر

محمد احمد مولوی فاضل (پسر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) قادیان

اگر آپ انگریزی میں لائق بننا یا اپنے بچوں کو لائق بنانا چاہتے ہیں!

تو آج ہی ایک کارڈ لکھ کر کتاب انگلش ٹیچر منگوا لیجئے۔ یہ کتاب انگریزی گرامر گفتگو ترجمہ اور کتابت وغیرہ میں بہت جلد لائق بنا دیگی۔ اور امتحان میں کامیاب ہونے کا یقین کامل دلائیگی دیکھئے جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج حصار کیا فرماتے ہیں۔ "میں نے جدید انگلش ٹیچر کو بچوں کے لئے نہایت مفید پایا ہے۔ براہ کرم دو اور کتابیں بھیج کر ممنون فرمائیں۔ شکریہ ہے"

جناب ایم عبد اللہ صاحب سنجلی مدارس لکھتے ہیں۔ آپ کی کتاب انگلش ٹیچر کے پڑھنے سے میں سینئر سکول لیونگ کے امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا ہوں واقعی آپ کی کتاب موتیوں میں تولکر لینے کے قابل ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ اگر ایک لائق استاد کی طرح جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے تو کل قیمت واپس منگوا لیں۔

ملنے کا پتہ

قمر برادرز (جدید الف) شملہ

کٹ پیس کی فائدہ مند تجارت

امریکن۔ ولایتی۔ جاپانی کٹ پیس کی چھوٹی گانٹھیں مالیتی تین صد۔ دو صد و یکصد روپیہ بغرض تجارت تھوک نرخ پر منگوا کر فائدہ اٹھائیے۔ عیالدار اصحاب پچاس روپیہ کا بنڈل تھوک نرخ پر منگوالیں۔ ربڑ کی ولایتی انگیا مستورات کا پسند تحفہ قیمتی دو روپیہ علاوہ محصولڈاک طلب کریں۔

امریکن کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

ضرورت رشتہ

ایک سید الکشتی احمدی نوجوان حافظ تیس بیگھہ زمین کا مالک، پچیس روپیہ ماہوار پر ایک احمدی رئیس کے پاس موٹر ڈرائیور ہے۔ پانچ صد روپیہ مہر اور تین سو روپیہ زیور کپڑے پر کسی احمدی لڑکی سے نکاح کا خواہاں ہے۔ نیز قادیان میں مکان بنانے کا بھی وعدہ کرتا ہے۔ لڑکی خوبصورت۔ نوجوان۔ کنواری نیک ہو خواہ کسی قوم کی ہو۔

سید غلام حسین احمدی تاج منزل قلعہ رہتک

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ریاست کشمیر میں جتھہ بازی کے نقصانات کا تجربہ کرنے اور موجودہ حالات میں اس کی اہمیت بھی نہ رکھنے کے باوجود احراریوں نے ریاست الور میں جتھے بھیجنے کا اعلان کیا تھا پنجاب گورنمنٹ نے ایک گزٹ کے ذریعہ ایسے جتھوں کا داخلہ الور میں ممنوع قرار دیدیا ہے نیز حالات پیش آمدہ کا مقابلہ کرنے کے لئے گوڑگاؤں میں ایک سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس تعینات کردیا ہے۔ اور وہاں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی ہے۔

کلکتہ سے ۳ جنوری کی خبر ہے کہ دو اشخاص کو جن سے ۲ ریوالور اور ۲۳ کارتوس برآمد ہوئے۔ پولیس گرفتار کرکے لے جانا چاہتی تھی۔ کہ انہیں چھڑانے کے لئے ایک ہجوم جمع ہوگیا۔ جس نے پولیس پر حملہ کرکے کئی ایک کو زخمی کردیا۔

امرتسر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سکھوں کے مشہور لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کو ۳ جنوری کو نوٹس دیا کہ آٹھ گھنٹوں کے اندر اندر شہر بلکہ ضلع کی حدود سے نکل جاؤ۔

الور میں کرسمس منانے کی تقریب پر ایک بڑا کیمپ مہاراجہ کے محلات کے باہر تیار کیا گیا تھا۔ جس میں مختلف تفریحی کھیل وغیرہ ہوتے رہے لیکن شام کے وقت اسے آگ لگ گئی۔ اور انتہائی کوشش کے باوجود ایک لاکھ کا سامان جل گیا۔

کلکتہ یونیورسٹی کے دو دربان ۳ جنوری کو بنک سے اٹھائیس ہزار روپیہ لے کر آرہے تھے۔ کہ یونیورسٹی بلڈنگ کے قریب ۴ بنگالی نوجوان ان پر حملہ آور ہوئے۔ زخمی کرکے روپیہ چھین لیا۔ اور ٹیکسی میں بیٹھ کر فرار ہوگئے۔

ویسٹرن کمانڈ پونا کے کمانڈنٹ پر جو قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ اس کے سلسلہ میں بطور ناراضگی یہ حکم دیا گیا ہے کہ رائل سپیرس اینڈ مائنرس مقیم کرکی کے تمام سکھ سپاہیوں کو سرکاری اسلحہ جات سے ۱۲ یوم کے لئے محروم کردیا جائے چنانچہ ان سے ہتھیار لے لئے گئے ہیں۔

احمد آباد میں جو گاندھی جی کا وطن ہے اچھوتوں کی ہمدردی میں ایک جلسہ ہورہا تھا۔ کہ سناتنیوں نے ہلڑ مچا دیا اور اشتہارات تقسیم کئے۔ اس قدر گڑبڑ مچ گئی۔ کہ پولیس کو امن قائم کرنا پڑا۔

سندھ کے سرکردہ ہندوؤں نے ۲ جنوری کو ایک جلسہ کرکے فیصلہ کیا ہے۔ کہ علیحدگی سندھ کا فیصلہ ہندوؤں کو منظور نہیں۔ اور تمام جائز طریقوں سے اس کی مخالفت کریں گے۔ احتجاج کو مؤثر بنانے کے لئے ۱۵ جنوری کو ایک کانفرنس منعقد کی جارہی ہے۔

سول نافرمانی کی تحریک کے متعلق گذشتہ سال کے دوران میں گرفتاریوں وغیرہ کی جو رپورٹ حکومت ہند نے شائع کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اواخر نومبر ۱۹۳۲ء تک تقریباً سات ہزار کانگرسیوں نے معافی مانگ کر رہائی حاصل کی۔

اجمیر اور مارواڑ میں چھوٹے بچوں کو تمباکو نوشی سے باز رکھنے کے لئے سرہربلاس شاردا نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس کے ماتحت سولہ سال سے کم عمر کے بچے کے ہاتھ تمباکو فروخت کرنیوالا مستوجب سزا ہوگا

الور سے ۳ جنوری کی اطلاع ہے کہ ریاست کے پرانے صدر مقام تنزارہ میں خوفناک فساد ہوگیا ہے۔ اور بازاروں میں لوٹ مار کی گئی ہے۔ فوج روانہ کردی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے فتنہ پرداز ایسے حالات پیدا کررہے ہیں۔ کہ بے کس اور بے بس مسلمانوں پر مزید جور وجفا کیا جائے۔

مسٹر برلا نے جو ایک مشہور کانگرسی سرمایہ دار ہیں۔ اعلان کیا ہے کہ گاندھی جی نے برت کا خیال ترک نہیں کردیا۔ بلکہ اسے ملتوی کیا ہے۔ ۸ جنوری کو تمام ہندوستان میں "گورو دیور ڈے" منایا جائے۔

مسٹر ڈی ایل بکلے نے جنہیں آئرلینڈ کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا ہے۔ دس ہزار پونڈ ماہوار کی جگہ صرف ایک ہزار پونڈ تنخواہ لینے کا اعلان کیا ہے۔ آپ وائسرائیگل لاج کی بجائے اپنے گاؤں میں ہی رہتے ہیں۔

ریاست کشمیر کے انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر لاتھر کی جگہ اب مسٹر سیل مقرر ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنے عہدہ کا چارج لے لیا ہے۔ اسی طرح کرنل ہیگو ڈائرکٹر میڈیکل سروسز کی جگہ عنقریب مسٹر بلر مقرر ہونے والے ہیں۔ کہا جاتا ہے اسمبلی کے قیام کا کام فروری میں شروع ہوجائیگا اور مسٹر ایلبیٹ اس کے انچارج ہونگے۔

جاپان اور چین میں جنگ کے متعلق شنگھائی سے ۳ جنوری کی اطلاع ہے کہ چین اور کوکی سرحد پر جنگ شروع ہوگئی۔ جاپانی ہوائی جہازوں نے شہر پر بم پھینکے۔

لازمی پرائمری تعلیم کے متعلق کلکتہ کارپوریشن میں ۴ جنوری کو اعلان کردیا گیا ہے۔ حکومت نے بھی اس کی منظوری دیدی ہے۔

ڈبلن سے ۲ جنوری کی اطلاع ہے کہ سول ملازمین کی تنخواہوں میں تخفیف کے سلسلہ میں لیبر پارٹی نے گورنمنٹ کی تجاویز کی جو مخالفت کی تھی۔ اس سے سیاسی حالات میں تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ آج صبح اعلان کیا گیا۔ کہ آئرش پارلیمنٹ توڑ دی گئی ہے۔ اور ۲۴ جنوری کو عام انتخابات ہونگے۔ مسٹر ڈی ویلرا کی پارٹی کو سخت خطرہ ہے۔

حکومت سرحد نے ایک سرکاری گزٹ کے ذریعہ سکون عامہ کے قانون مجریہ ۱۹۳۲ء کے نفاذ کا اعلان کردیا ہے۔ اور اس کے ماتحت کئی لوگوں کی نقل وحرکت پر پابندیاں عائد کردی ہیں

سر فضل حسین عنقریب مشرقی بنگال کا دورہ کریں گے آپ ۷ جنوری کو ڈھاکہ جائیں گے۔ اور یونیورسٹی کے معاملات کی تحقیقات کریں گے۔

الور میں فسادات برپا کئے جانے اور ہندوؤں پر حملوں کی جو خبریں ہندو اخبارات میں شائع ہورہی ہیں۔ وزیر اعظم ریاست الور نے فری پریس کے نمائندہ کے سامنے ان کی تصدیق سے انکار کردیا۔ سٹیٹسمین کے نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ یہ خبریں سب غلط ہیں

میڈرڈ سے ۳ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ ۲۹ سیاسی قیدی جو سب کے سب شاہ پسند ہیں۔ فرار ہوگئے۔ قیدخانہ کا گورنر برخاست کردیا گیا ہے۔

لندن سے ۲ جنوری کی خبر ہے کہ مغربی اور شمالی انگلستان میں سخت طوفان باد وباراں برپا ہوا۔ ہوا اسی میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی رہی۔ ریلوے لائنوں کے بعض حصے ٹوٹ گئے۔ ندیوں میں سیلاب آگیا۔

حکومت روس نے خاص ہنگامی قوانین کے ماتحت کرسمس منانا بند کردیا ہے۔ اور سال نو کی بھی کوئی تقریب نہیں منائی گئی۔ حتیٰ کہ یکم جنوری کو تعطیل بھی نہیں کی گئی۔

سکندرآباد دکن میں پلیگ ہر سال نمودار ہوتی ہے۔ گزشتہ سال ۱۳۴۲ اموات ہوئیں۔ ریذیڈنٹ حیدرآباد نے تجویز کیا ہے کہ یہ اسی صورت میں فرو ہوسکتی ہے۔ کہ شہر کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ جس پر ایک کروڑ کے قریب روپیہ صرف ہوگا۔

احمدآباد کی پولیس نے منبع کیراپس جعلی سکے بنانے کی ایک بہت بڑی فیکٹری کا سراغ لگایا ہے۔ اور بہت سے آلات دیگر سامان اور جعلی سکے برآمد کئے ہیں۔

پنجاب گورنمنٹ نے سکرٹری نوجوان بھارت سبھا سیالکوٹ کا ایک رسالہ جو محبوب عام پریس لاہور سے شائع ہوا تھا۔ ضبط کرنے کا اعلان کیا ہے۔ نیز اس کی نقول۔ تراجم یا اقتباسات کی اشاعت ممنوع قرار دیدی ہے۔

مہاراجہ الور نے ۳ جنوری کو راج رشی دربار کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ اس وقت تک میں نے سخت کارروائی کرنے سے احتراز کیا ہے مگر اب مجبور ہوگیا ہوں۔ اور اب

عبدالرحمٰن۔ قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی